احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اورمنکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۱۸)

حافظ عبیداللہ

حدیث نمبر 18

''(امام طبرانی فرماتے ہیں) ہم سے بیان کیا عبدان (عبداللّٰہ) بن أحمد نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا هشام بن خالد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ولید بن مسلم نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ربیعه بن یزید نے، اُنہوں نے نافع بن کیسان سے، انہوں نے اپنے والد (حضرت کیسانؓ) سے، وہ کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: یَنزِلُ عیسیٰ بنُ مریمَ علیه السّلام عِند المَنارةِ البیضاء شرقي دمشق ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینارے کے پاس اتریں گے۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج19، ص196، مکتبۃ ابن تیمیۃ ۔القاہرۃ)

فائدہ: یہی حدیث امام بخاری نے ''التاریخ الکبیر'' میں حضرت کیسانؓ کے تعارف میں، اور ابن ابی عاصم (متوفی 287ھ) نے الآحاد والمثاني میں روایت کی ہے فرق یہ ہے کہ ان دونوں نے نافع بن کیسان سے روایت کرنے والے کا نام ربیعة بن یزید کے بجائے ''ربیعة بن ربیعة'' ذکر کیا ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے الاصابة (ترجمہ کیسانؓ) میں اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے ''رجاله ثقات'' (اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)، نیز حافظ ابن عبدالبر نے بھی الاستیعاب (ترجمہ کیسانؓ) میں اس حدیث کی سند کو ''صالح'' (اچھی) قرار دیا ہے۔

(التاریخ الکبیر، ج 7 ص 233 /الآحاد والمثاني، ج5 ص98 /الاِصابة فی تمییز الصحابة، ج 9 ص320 /الاستیعاب في أسماء الأصحاب، ج2 ص186)

راویوں کا تعارف

<u>عبدان (عبد اللّٰہ) بن أحمد</u>: حدیث نمبر 16 کے تحت ان کا تعارف ہو چکا۔

<u>هشام بن خالد</u>: ان کا ذکر بھی حدیث نمبر 16 کے تحت ہو چکا۔

<u>ولید بن مسلم</u>: حدیث نمبر 7 کے تحت ان کا تعارف ہو چکا۔

<u>ربیعة بن یزید القصیر الایادي الدمشقي أبو شعیب</u>

امام ذہبی نے ایک جگہ انہیں ''الاِمام القُدوة'' (امام اور لوگوں کے لئے ایک مثالی شخصیت) اور دوسری جگہ

''**أحد الأعلام في العلمِ و العمل**'' (علم وعمل دونوں کے اعتبار سے ایک معروف شخصیت) لکھا۔ عجلی، نسائی، یعقوب بن شیبۃ، یعقوب بن سفیان سب نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابن سعد نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابن حِبان نے ان کے بارے میں لکھا: ''**کان من خیار أهل الشام**'' (وہ شام کے بہترین لوگوں میں سے تھے)۔ امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں اِن سے روایت کرنے والوں میں ''ولید بن مسلم'' کا بھی ذکر کیا ہے (جیسا کہ طبرانی کی مذکورہ روایت میں بھی اِن سے ولید بن مسلم روایت کررہے ہیں)۔ یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے سنہ 121 یا 123ھ میں شہید ہوئے۔

(تهذيب التهذيب، ج 3 ص 264 /معرفة الثقات للعجلي، ج1 ص 360 /ثقات ابن حِبان، ج4 ص232 /التاريخ الكبير، ج3 ص288 / تهذيب الكمال، ج 9 ص148 / الجرح والتعديل، ج 3 ص474 /الكاشف، ج1 ص394 /تاريخ الاسلام، ج 3 ص407 /سير أعلام النبلاء، ج5 ص 239).

ربيعة بن ربيعة الدمشقي مولىٰ قريش

جیسا کہ بیان ہوا اسی روایت کو امام بخاری نے **التاريخ الكبير** میں اور حافظ ابن ابی عاصم نے **الآحاد والمثاني** میں نافع بن کیسان سے ''**ربيعة بن ربيعة**'' کے واسطے سے نقل کیا ہے۔ امام بخاری نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ''**سَمِعَ نافع بن كيسان، رویٰ عنه الوليد**'' ان کا نافع بن کیسان سے سماع ثابت ہے، اور اِن سے ولید (بن مسلم) نے روایت کی ہے۔ ابوحاتم رازی سے بھی ان کے بیٹے ابن ابی حاتم نے ایسی ہی بات نقل کی ہے۔ ابن حِبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ البتہ امام ذہبی اور حافظ ابن حجر نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ''**لا يُعرف**'' (یہ معروف نہیں ہیں)، لیکن دوسری طرف حافظ ابن حجر نے ہی **الاِصابة** میں اس حدیث کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''**رجاله ثقات**'' اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، نیز حافظ ابن عبدالبر نے بھی الاستیعاب میں اس کی سند کو درست قرار دیا ہے۔

(التاريخ الكبير، ج 3 ص 290 /الجرح والتعديل، ج3 ص478 /ثقات ابن حِبان، ج8 ص240 /تاريخ دمشق، ج 18 ص65 /ميزان الاعتدال، ج2 ص43 /لسان الميزان، ج 3 ص455 /الاِصابة فی تمييز الصحابة، ج9 ص320 /الاستيعاب في أسماء الأصحاب، ج2 ص186)

نافع بن كيسان بن عبد اللّٰه الثقفي

علماء رجال نے ان کا شمار صحابہ کرامؓ میں کیا ہے۔ بلکہ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ مندرجہ بالا حدیث نافع بن کیسان نے بلاواسطہ نبی کریم ﷺ سے بیان کی ہے۔ ان کا ذکر مندرجہ ذیل کتب میں ہے۔

(التاريخ الكبير، ج 8 ص 84 /الجرح والتعديل، ج 8 ص 457 /معجم الصحابة لابن قانع، ج3 ص141 /معرفة الصحابة لأبي نعيم، ج 5 ص2676 /الاِصابة فی تمييز الصحابة، ج11 ص36 /الاستيعاب في أسماء الأصحاب، ج2 ص290 /أسد الغابة، ج5 ص291 /تاريخ

دمشق، ج61 ص413).

<u>كيسان بن عبدالله بن طارق الثقفي</u>

یہ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں، ان کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(التاريخ الكبير، ج7 ص 233 /معجم الصحابة للبغوي، ج 5 ص154 /معرفة الصحابة لأبي نعيم، ج5 ص 2101 /الاِصابة في تمييز الصحابة، ج9 ص319 /الاستيعاب في أسماء الأصحاب، ج2 ص186 /أسد الغابة، ج4 ص476 /تهذيب الكمال، ج24 ص239 /تهذيب التهذيب، ج8 ص453).

قارئین محترم! ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ مختلف صحابہ کرامؓ سے مروی چند احادیث آپ کے سامنے پیش کی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے کبھی خاص طور پر اور کبھی علامات قیامت اور دجال کے خروج کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ ◆ کے نزول کی خبر دی ہے، محدثین نے اپنی کتابوں میں ''باب نزول عیسیٰ بن مریم'' کا باب باندھ کر ان احادیث کو روایت کیا ہے۔ یہ احادیث ہمیں **صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجه، مسند احمد، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، السنن الكبرىٰ للبيهقي، مسند ابی داؤد طیالسی، المعجم الكبير للطبراني، مصنف ابن ابی شیبه، مستخرج ابی عوانه، مستخرج ابي نعيم علىٰ صحيح مسلم، مسند اسحاق بن راهويه، جامع معمر بن راشد، كتاب الايمان لابن مندة، شرح مشكل الآثار للطحاوي، شرح السنة للبغوي، موارد الظمآن، الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم** اور دوسری کتب میں ملتی ہیں۔

نیز بقول امام ترمذیؒ، وہ احادیث جن میں دجاّل کے حضرت عیسیٰ ◆ کے ہاتھوں قتل ہونے کا ذکر ہے اِن صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں: حضرت عمران بن حصین، حضرت نافع بن عتبہ، حضرت ابو برزہ، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت ابو ہریرہ، حضرت کیسان، حضرت عثمان بن ابی العاص، حضرت جابر، حضرت ابو امامہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت سمرۃ بن جندب، حضرت نواس بن سمعان، حضرت عمرو بن عوف اور حضرت حذیفہ بن یمان **رضي الله عنهم اجمعين۔**

(الجامع للترمذي، باب ماجاء في قتل عيسىٰ ابن مريم الدجال، ج4 ص97، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

☆☆☆☆

احادیثِ نزولِ عیسیٰ ◆ اور امت کا تلقي بالقبول

اگرچہ نزولِ عیسیٰ ◆ کی احادیث ثقہ راویوں کے واسطے سے حدیث کی صحیح ترین کتب میں مروی ہیں، اور ان احادیث کے بارے میں منکرین نے عام طور پر اور جناب تمنا عمادی صاحب نے خاص طور پر جو شکوک وشبہات پیش کیے

ہیں ان کا کافی وشافی جواب ہم عرض کر چکے ہیں۔لیکن بطور تنزل ہم کہتے ہیں کہ اگر بفرض محال کچھ دیر کے لئے یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ وہ تمام احادیث جن میں نزولِ عیسیٰ ◆ کی خبر دی گئی ہے ضعیف ہیں تو بھی تیرہ صدیوں میں گزرنے والے معروف اور مستند مفسرین ومحدثین کا عام طور پر اور صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا خاص طور پر ان احادیث میں بیان کردہ مضمون یعنی ''نزولِ عیسیٰ ◆ '' پر اجماع واتفاق اور چند معتزلہ وفلاسفہ کو چھوڑ کر کسی کا نزولِ عیسیٰ ◆ کا انکار نہ کرنا ان احادیث کے مضمون کو صحیح بنا دیتا ہے،اسے علماء کی اصطلاح میں ''تلقي بالقبول '' کہا جاتا ہے۔اور علماء حدیث نے یہ بات لکھی ہے کہ علماء امت کا تلقی بالقبول حدیث کو صحیح بنا دیتا ہے اور اس کے لئے سند کی چنداں اہمیت نہیں رہتی، چند حوالے پیش خدمت ہیں:۔

حافظ ابوعُمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبرّ مالکی قُرطبیؒ (متوفی 463ھ) موطاً امام مالکؒ کی شرح ''التمہید'' میں ایک حدیث پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''**وهذا الحديث لا يحتج أهل الحديث بمثل اسناده، وهو عندي صحيح لأن العلماء تلقوه بالقبول له......** ''اگرچہ محدثین کے نزدیک اس جیسی سند قابل حجت نہیں،لیکن میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اسے علماء کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے۔

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ج16 ص218 - 219)

اسی طرح ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''**وقد رُوِي عن جابر بن عبداللّٰه باِسناد لا يصح أن النبي ﷺ قال: الدينار أربعة وعشرون قيراطاً، وهذا الحديث واِن لم يصح اسناده فَفِي قول جماعة العلماء به، واجماع الناس علی معناه ما يُغني عن الاسناد فيه .....**'' حضرت جابر بن عبداللہ سے غیر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک دینار چوبیس قیراط کا ہوتا ہے۔یہ حدیث سند کے اعتبار سے اگرچہ صحیح نہیں لیکن علماء کی جماعت کا قول اسی کے مطابق ہونا اور اس کے معنی پر لوگوں کا اجماع ہوجانا سند سے مستغنی کر دیتا ہے۔

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ج20 ص145)

امام بدرالدین محمد بن جمال الدین زرکشی شافعیؒ (متوفی 794ھ) لکھتے ہیں:

''**ان الحديث الضعيف اذا تلقته الأمة بالقبول عُمل به علی الصحيح حتی أنه ينزل منزلة المتواتر .....**'' جب (سند کے اعتبار سے) ضعیف حدیث کو امت کی طرف سے تلقی بالقبول ہوجائے تو صحیح بات یہ ہے کہ اُس پر عمل کیا جائے گا، یہاں تک کہ کبھی وہ متواتر کے درجے تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

(النكتب علی مقدمة ابن الصلاح للزركشي، ج1 ص390)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (متوفی 852ھ) نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی بات کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے:

(اختصار کے پیش نظر صرف اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے)

''جب کسی خبر (حدیث) کو امت قبول کرلے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے تو جمہور علماء کے نزدیک وہ (حدیث) علم کا فائدہ دیتی ہے، یہی بات علماء حنفیہ میں سے شمس الأئمہ سرخسی وغیرہ۔ مالکیہ میں سے قاضی عبدالوہاب وغیرہ۔ شافعیہ میں سے ابوحامد اسفرائینی، قاضی ابوطیب طبری، شیخ ابواسحاق شیرازی، سلیم رازی وغیرہم۔ اور حنابلہ میں سے ابوعبداللہ بن حامد، قاضی ابویعلیٰ، ابوالخطاب وغیرہم علماء اصول فقہ نے کہی ہے۔ اور اکثر اہل علم مثلاً ابواسحاق اسفرائینی، ابوبکر بن فورک، ابومنصور تمیمی، ابن السمعانی، ابوہاشم الجبائی اور ابوعبداللہ بصری کا یہی قول ہے۔ اور یہی محدثین کا مذہب ہے''۔

(النکتب علی مقدمة ابن الصلاح لابن حجر العسقلانی، ج1 ص375 - 376)

اسی طرح فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ایک حدیث ''**لا وصية لوارث**'' (کہ وارث کے حق میں وصیت نہیں ہوسکتی) پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں کلام ہے لیکن: ''**الحجة في هذا الاجماعُ على مقتضاه كما صرّح به الشافعي وغيره**'' (یعنی اگر چہ اس کی سند میں کلام ہے لیکن اس حدیث میں جو بات بیان ہوئی ہے اس پر اجماع کا ہو جانا یہ حجت ہے جیسا کہ امام شافعی وغیرہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے)۔

(فتح الباري، ج5 ص372)

امام شمس الدین محمد بن عبداللہ السخاوی الشافعیؒ (متوفی 902ھ) لکھتے ہیں:

''**وكذا إذا تلقت الأمة الضعيف بالقبول يُعمل به على الصحيح**'' جب امت کی طرف سے (سند کے اعتبار سے) ضعیف حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو صحیح قول کے مطابق اُس پر عمل کیا جائے گا۔

(فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، ج2 ص153)

امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الحنفیؒ (متوفی 370ھ) نے احکام القرآن میں مختلف مقامات پر تصریح کی ہے کہ جب کسی خبرِ واحد کو امت کی طرف سے تلقی بالقبول ہو جائے تو وہ متواتر معنوی کے حکم میں ہو جاتی ہے، ایک جگہ الفاظ یہ ہیں:

''**لأن ما تلقاه الناس بالقبول من أخبار الآحاد فهو عندنا في معنى المتواتر لما بيّناه في مواضع**'' اخبار آحاد میں سے جس خبر (حدیث) کو لوگوں کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو ہمارے نزدیک اسے متواتر معنوی کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے جس کی وجہ ہم نے مختلف مقامات پر بیان کی ہے۔

(احکام القرآن للجصاص، ج2 ص83، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام ابن القیم الجوزیہؒ (متوفی 751ھ) سند کے اعتبار سے ایک ضعیف حدیث کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''فهـذا الـحديث ، وإن لم يثبت، فاتصال العمل به في سائر الأمصار والأعصار ، ومن غير إنكـارٍ ، كـافٍ فـي العمل به''۔ یہ حدیث اگر چہ (سنداً) ثابت نہیں، لیکن تمام علاقوں اور تمام زمانوں میں اس میں بیان کردہ مضمون پر مسلسل عمل ہوتا آیا ہے اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تو یہ (تلقی بالقبول) اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔

(كتاب الروح، ج1 ص32، مجمع الفقه الاسلامی، جده)

الغرض! بتانا یہ مقصود ہے کہ کسی حدیث کی سند کمزور ہونے یا اس میں مجروح راوی ہونے کی وجہ سے ضروری نہیں کہ حدیث کا متن یا اس میں بیان کردہ بات بھی ضعیف ہو، اس بات کا دبے لفظوں میں اقرار خود جناب تمنا عمادی صاحب نے بھی کیا ہے، چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''اسی طرح صرف اس لئے کہ کسی حدیث کے بعض راوی مجروح یا وضاع وکذاب ہیں، اگر وہ قرآنی درایت کے مطابق ہے تو اس کو قطعی طور سے موضوع وغلط نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ کوئی جھوٹے سے جھوٹا شخص ہر بات جھوٹی ہی نہیں بولتا کبھی وہ کوئی سچی بات بھی ضرور بولتا ہے''۔

(انتظارِ مہدی ومسیح، صفحہ 185)

اور اس سے پہلے یہ لکھ چکے ہیں کہ:

''یہ بھی ضروری نہیں کہ جو حدیث نص قرآنی کے بالکل مطابق ہو اور عقل ودرایت قرآنیہ کے بھی خلاف نہ ہو وہ صحیح ہی ہو......''۔

(انتظارِ مہدی ومسیح، صفحہ 185)

اگر چہ عمادی صاحب یہاں اپنا من گھڑت اصول بیان کررہے ہیں جس کا ذکر ہم مقدمہ میں کر چکے ہیں کہ حدیث کے صحیح اور جھوٹ ہونے کا معیار یہ ہے کہ اگر وہ درایت قرآنی (تمنائی درایت ۔ناقل) کے خلاف نہ ہو تو چاہے اس کی سند میں جھوٹے راوی ہی کیوں نہ ہوں، اسے یقینی طور پر موضوع اور غلط نہیں کہا جاسکتا (لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ نزول عیسیٰ علی ◆ کی صحیح ترین احادیث کو جو کسی قرآنی آیت کے خلاف نہیں بلکہ قرآن کی آیات سے ان کی تائید ہوتی ہے وہ عمادی صاحب کے نزدیک یقیناً موضوع اور من گھڑت ہیں۔ ناقل)۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ جو حدیث نص قرآنی کے خلاف نہ ہو وہ صحیح ہی ہو۔ بہر حال حدیث کے صحیح وغلط ہونے کا یہ معیار محدثین کا بنایا ہوا نہیں بلکہ منکرینِ حدیث اور ان کے یارانِ طریقت کا ایجاد کردہ ہے، لیکن وہ یہ تسلیم کر گئے کہ حدیث کے صحیح یا غلط ہونے کا معیار محض اس کی سند نہیں، بلکہ ان کے مطابق ممکن ہے کہ جھوٹے اور حدیثیں گھڑنے والے راویوں کی بیان کردہ حدیث بھی سچی ہو۔

قارئین محترم! جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا، وہ احادیث جن میں حضرت عیسیٰ ◆ کے نزول کا ذکر ہے صحیح ترین سندوں کے ساتھ صحیح ترین کتب حدیث میں مختلف صحابہ کرامؓ سے بکثرت مروی ہیں، قرآن کریم اُن احادیث کے خلاف تو

کیا بلکہ ان کا مؤید ہے، قرآن کریم نے عیسائیوں کے بڑے بڑے غلط عقائد کا رڈ صراحت کے ساتھ کیا ہے، ان کے عقیدہ تثلیث، حضرت عیسیٰ ◆ کو اللہ کا بیٹا کہنے اور انہیں صلیب دیے جانے جیسے عقائد کی تردید قرآن کریم نے بانگ دہل فرمائی ہے، لیکن عیسائیوں کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ حضرت عیسیٰ ◆ صلیب پر جان دینے کے تین دن بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے اور وہ دوبارہ نازل ہوں گے، قرآن کریم نے یہ تو صاف لفظوں میں بیان کیا کہ نہ انہیں قتل کیا گیا اور نہ ہی سولی پر لٹکایا گیا، لیکن اس بات کی تردید نہیں فرمائی کہ انہیں آسمان پر اٹھا لیا گیا اور نہ ہی ان کے دوبارہ نزول کی تردید پورے قرآن میں کہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس ''بل رفعه اللّٰه اليه'' (بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا) جیسے الفاظ سے عقیدہ رفع کا اثبات کر دیا۔ لہٰذا اگر عمادی صاحب کو ''درایت قرآنی'' کا لحاظ ہوتا تو وہ ضرور سوچتے کہ عقیدہ تثلیث و ابنیّت و صلب و کفارہ کی طرح قرآن نے عقیدہ رفع و نزول کا واضح الفاظ میں انکار کیوں نہیں کیا؟۔

عمادی صاحب کا یہ بھی کہنا ہے کہ ''نزولِ مسیح کے متعلق حدیثیں عیسائی غلاموں نے جو نومسلم تھے گھڑیں'' (انتظارِ مہدی و مسیح، صفحہ 253)۔ یعنی وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح یہی کہنا چاہتے ہیں کہ رفع و نزولِ عیسیٰ ◆ کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں کی طرف سے آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کریم نے رفع و نزولِ عیسیٰ ◆ کا انکار کہیں نہیں کیا، صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین میں سے کوئی ایک ہستی ایسی نظر نہیں آتی جس نے حضرت عیسیٰ ◆ کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور پھر دوبارہ نزول کا انکار کیا ہو، اسی طرح احادیثِ نزولِ عیسیٰ ◆ پر عمادی صاحب کی طرف سے کی گئی بے جا تنقید کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس بات سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا کہ کئی صدیوں سے ان احادیث کو امت مسلمہ صحیح تسلیم کرتی آ رہی ہے اور عمادی صاحب سے پہلے گزرنے والے محدثین و شارحین اور علماء رجال و جرح و تعدیل میں سے کسی نے یہ تحقیق پیش نہیں کہ یہ احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و دیگر کتب میں بعد میں ''ٹھونس'' دی گئیں۔ نیز یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ عمادی صاحب سے پہلے تیرہ صدیوں میں گزرے مفسرین، محدثین اور علماء امت یہی عقیدہ رکھتے آ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ◆ نے نازل ہونا ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے عیسائیوں کے عقیدہ رفع و نزول کی صاف الفاظ میں تردید نہ کی۔ جو احادیث امت مسلمہ کے نزدیک صحیح ترین سمجھی جاتی ہیں، ان میں نبی کریم ﷺ نے قسم کھا کر یہ فرمایا کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ (◆) نے ضرور نازل ہونا ہے۔ اور ساری امت بھی یہی عقیدہ رکھتی رہی تو کیا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ قرآن کریم ''بل رفعه اللّٰه'' جیسے الفاظ کے ساتھ عیسائیوں کے غلط عقیدے کی ترجمانی کر رہا ہے؟ اسی طرح مسلمانوں کی اہم ترین اور صحیح ترین کتبِ حدیث بھی عیسائیت کی ترجمان ہیں؟ اور چودہ صدیوں میں گزرنے ہوئے محدثین، مفسرین و علماء کرام بھی عیسائی عقیدے کا پرچار کرتے رہے؟۔ **نعوذ باللّٰہ من ذلک۔**

ساز خاموش ہے فریاد سے معمور ہیں ہم نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم

(جاری ہے)